UDAAN
روزنامہ اُڑان
تاکہ سچ سربلند رہے
جموں وسرینگر سے بیک وقت شائع ہونے والا کثیر الاشاعت روزنامہ

# مہنگائی کی مار سے غریب پریشان

روزمرہ استعمال ہونے والی رسوئی گیس کی قیمت میں ایک بار پھر اضافہ کی وجہ سے عام آدمی پر مزید بوجھ پڑا ہے۔ مہنگائی کی بار بار پڑنے والی مار سے غریب کی تھالی سے روکھی سوکھی دو وقت کی روٹی جٹانی مشکل سے مشکل تر ہوتی جارہی ہے۔ یاد رہے کہ گزشتہ دو ماہ کے دوران دو بار مرکزی سرکار نے رسوئی گیس کی قیمت میں اضافہ کر کے غریب کی پریشانی کو بڑھایا ہے۔ پہلے ایک دم سے 60 روپے کا اضافہ کیا گیا اور اب پھر سے 29 روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جبکہ یہی سرکار اپوزیشن میں رہ کر ساڑھے چار سو فی سلینڈر ہونے پر کانگرس سرکار کے خلاف مظاہرہ کر کے یو پی اے سرکار کو عوام دشمن قرار دیتی تھی۔ اس وقت ملک کے بڑے بڑے سٹار بھی مہنگائی پر کافی کچھ بولتے تھے۔ مگر گزشتہ 12 سالوں کے دوران رسوئی گیس سلنڈر کے دام میں 530 روپے کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ ملک میں پہلے ہی غریبوں کی تعداد متواتر بڑھتی جارہی ہے کیونکہ روزگار کے مواقع محدود ہوتے جارہے ہیں۔ مغربی ایشیا کی جنگ اگر جاری رہتی ہے اور اس کا اثر خلیجی ممالک پر پڑتا ہے تو اس سے ہماری معشیت پر بہت برا اثر پڑنے کا امکان ہے کیونکہ لاکھوں کی تعداد میں ہمارے ملک کے باشندے خلیجی ممالک میں روزگار جٹا رہے ہیں۔ اگر ان کے روزگار پر خطرہ منڈلایا تو یہ ہمارے لئے اچھی بات نہ ہوگا۔ ادھر ملک میں بڑی بڑی کمپنیاں ملازمین کے چھٹنی کر رہی ہیں، تو اس سے بے روزگاروں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ اسی لئے جان کی بازی لگا کر ہمارے نوجوان روس کی فوج میں غیر قانونی طور پر بھرتی ہوتے ہیں، کچھ نوجوان روزگار جٹانے کیلئے اسرائیل جانے کو مجبور ہیں۔ ایسے حالات سے واضح ہوجاتا ہے کہ ہمارا نوجوان کس کسمپرسی کی حالت میں جی رہا ہے۔ جبکہ مرکزی سرکار ہر دوسرے ہفتے کوئی نہ کوئی جواز پیش کر کے مہنگائی کو بڑھا رہی ہے۔ یہ بات بھی اغلب ہے کہ مہنگائی کی یہ مار اور کتنی پڑنے والی ہے اس بارے شبہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ مہنگائی کی ڈائن ابھی اور بھی پر پھیلانے کا ارادہ رکھے ہوئے ہے۔ کیونکہ دنیا کے حالات اس بات کے متقاضی ہیں جن سے کوئی بھی ملک اچھوتا نہیں رہ سکتا ہے لیکن مہنگائی کا مزید بوجھ غریب سہنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے۔ اس لئے اس کا حلق سوکھنے جارہا ہے۔ مرکزی سرکار نے جو اچھے دنوں کا خواب سجایا ہوا تھا۔ اس کی پول اب کھل چکی ہے۔ ایسے میں مرکزی سرکار کو ہوش کے ناخن لے کر غریب کو راحت دینے کے لئے مہنگائی کے جن کو قابو میں کرنا ہوگا۔

# پی ایم ایس ایم اے کے دس سال:

## زچگی کی صحت کے فروغ اور محفوظ مادریت کے حصول کی جانب بھارت کی پیش رفت

- جگت پرکاش نڈا

ہر محفوظ حمل اس بات کا آئینہ دار ہوتا ہے کہ ایک قوم اپنی خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے کس قدر پُرعزم ہے۔ ایسے ملک میں جہاں ہر سال تقریباً 2.9 کروڑ حمل وقوع پذیر ہوتے ہیں، وسیع پیمانے پر محفوظ مادریت کو یقینی بنانا ایک مضبوط نظامِ صحت، مستقل سیاسی عزم، بروقت مداخلتوں اور معیاری طبی سہولیات تک منصفانہ رسائی کا تقاضا کرتا ہے۔

گزشتہ ایک دہائی کے دوران زچگی سے متعلق اموات میں نمایاں کمی بھارت کی صحتِ عامہ کی سب سے اہم کامیابیوں میں شمار ہوتی ہے۔ یہ پیش رفت زچگی کی صحت کے شعبے میں مسلسل سرمایہ کاری، خدمات کی فراہمی کے نظام کو مستحکم بنانے، عوامی شمولیت اور اس غیر متزلزل عزم کا نتیجہ ہے کہ ہر خاتون کو اپنے پورے دورانِ حمل معیاری طبی نگہداشت میسر ہو۔

اس مثبت تبدیلی کے مرکز میں پردھان منتری سرکشت ماترتوا ابھیان (پی ایم ایس ایم اے) ہے، جس نے ملک بھر میں محفوظ مادریت کے فروغ کے 10 سال مکمل کر لیے ہیں۔

وزیرِ اعظم جناب نریندر مودی کے تصور اور رہنمائی میں اس اسکیم کا آغاز 9 جون 2016 کو ایک ملک گیر عوامی تحریک کے طور پر کیا گیا۔ اس کا مقصد حمل کے دوسرے اور تیسرے سہ ماہی مراحل میں تمام حاملہ خواتین کو ہر ماہ کی 9 تاریخ کو بلا معاوضہ، یقینی، جامع اور معیاری قبل از ولادت طبی خدمات فراہم کرنا ہے۔

ہر ماہ کی 9 تاریخ کے انتخاب کے پیچھے ایک گہرا مفہوم پوشیدہ ہے۔ حمل 9 قیمتی مہینوں پر مشتمل ایک ایسا سفر ہے جس کا ہر مہینہ نئی امید، خوشی، توقع اور ذمہ داری لے کر آتا ہے۔ مادری صحت کے لیے ہر ماہ کی 9 تاریخ کو مخصوص کر کے پی ایم ایس ایم اے اس حقیقت کی یاد دہانی کراتا ہے کہ ہر حمل 9 ماہ کے پورے عرصے میں مسلسل نگہداشت، باقاعدہ نگرانی اور بھرپور معاونت کا مستحق ہے تاکہ ایک صحت مند نومولود کی محفوظ ولادت ممکن بنائی جاسکے۔

زچگی کی صحت کے شعبے میں سب سے اہم حقائق میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی بھی حمل مکمل طور پر خطرات سے پاک نہیں ہوتا۔ جو حمل آج معمول کے مطابق دکھائی دیتا ہے، وہ کل سنگین پیچیدگیوں کا شکار ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہ کسی بھی وقت کوئی حمل بغیر کسی پیشگی انتباہ کے زیادہ خطرناک صورتِ حال اختیار کرسکتا ہے، پی ایم ایس ایم اے نے ایک سادہ مگر انقلابی طریقۂ کار متعارف کرایا، جس کے تحت خطرات کی بروقت نشاندہی، ان کی مسلسل نگرانی اور بروقت حوالگی و علاج کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ زیادہ خطرناک قرار دیے جانے والے ہر حمل کی نشاندہی دراصل زچگی سے ہونے والی ایک موت، مردہ پیدائش، نومولود کی کسی پیچیدگی یا عمر بھر کی معذوری کو روکنے کا ایک موقع فراہم کرتی ہے۔ پیچیدگیوں کے علاج کے بجائے ان کی پیش بندی پر توجہ مرکوز کر کے پی ایم ایس ایم اے نے بھارت کے نظامِ صحت زچہ و بچہ کو مزید مضبوط بنایا ہے اور کروڑوں خواتین کے لیے حمل کو زیادہ محفوظ بنا دیا ہے۔

پی ایم ایس ایم اے کی نمایاں ترین خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے تحت ماہرینِ طب کی نگرانی میں قبل از ولادت طبی نگہداشت کے لیے ایک مقررہ اور یقینی پلیٹ فارم کو ادارہ جاتی شکل دی گئی، جس سے ملک بھر میں زچگی کی صحت سے متعلق خدمات میں پیش بینی، جواب دہی اور تسلسل کو فروغ ملا۔ اس پروگرام کے تحت حاملہ خواتین کی تقریباً 25 ایسی کیفیتوں اور بیماریوں کے لیے جانچ کی جاتی ہے جو حمل کو زیادہ خطرناک بنا سکتی ہیں، جن میں شدید خون کی کمی، بلند فشارِ خون، حمل کے دوران ذیابیطس، مختلف انفیکشنز اور دیگر پیچیدگیاں شامل ہیں۔ اگر ان کی بروقت تشخیص نہ ہو تو یہ زچہ بچہ دونوں کی زندگی کے لیے خطرہ بن سکتی ہیں۔

جب یہ شواہد سامنے آئے کہ زیادہ خطرناک حملوں کو پی ایم ایس ایم اے کے تحت ماہرِ طب یا طبی افسر کے معمول کے معائنے سے بڑھ کر مسلسل نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے، تو حکومتِ ہند نے 2022 میں توسیعی پی ایم ایس ایم اے (ای-پی ایم ایس ایم اے) حکمتِ عملی کا آغاز کر کے اس پروگرام کو مزید مضبوط بنایا۔

ای-پی ایم ایس ایم اے کے تحت زیادہ خطرناک حاملہ خواتین کو معمول کی پی ایم ایس ایم اے نشستوں کے علاوہ اضافی فالو اَپ معائنے فراہم کیے جاتے ہیں تاکہ محفوظ زچگی تک ان کی بروقت نگہداشت اور علاج کو یقینی بنایا جاسکے۔ اس اقدام کے ذریعے زیادہ خطرناک حملوں کی نام وار نگرانی کا نظام متعارف کرایا گیا اور ولادت کے بعد 45 ویں دن تک پیروی کے طریقۂ کار کو مزید مؤثر بنایا گیا، تاکہ ایسی خواتین دورانِ حمل اور بعد از زچگی کے ابتدائی مرحلے میں مسلسل طبی نگہداشت سے مستفید ہوتی رہیں۔ مزید برآں اضافی معائنوں کے لیے زیادہ خطرناک حاملہ خواتین کے ساتھ آنے والی منظور شدہ سماجی صحت کارکنان (آشا) کے لیے ترغیبات کا انتظام بھی کیا گیا، جس سے مریضہ کی بروقت حوالگی اور نگہداشت کے تسلسل کو مزید تقویت ملی ہے۔

پروگرام کے نفاذ، نگرانی اور جواب دہی کو مزید مؤثر بنانے کے لیے حکومتِ ہند نے پی ایم ایس ایم اے کا ایک مرکزی ڈیجیٹل پورٹل تیار کیا ہے، جو ملک بھر میں پروگرام کے انتظام و انصرام کی بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ پورٹل خدمات کی فراہمی کی فوری رپورٹنگ، زیادہ خطرناک حملوں کی نام وار نگرانی، پروگرام کی کارکردگی کے جائزے اور قومی و ریاستی سطح پر شواہد پر مبنی فیصلہ سازی کو ممکن بناتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ پلیٹ فارم نجی شعبے کے ماہرینِ طب اور سماجی رضا کاروں کو بھی اپنی رجسٹریشن کروا کر پروگرام میں فعال کردار ادا کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے، جس سے وزیرِ اعظم جناب نریندر مودی کے ''جن بھاگیداری'' (عوامی شراکت داری) کے اُس تصور کو مزید تقویت ملتی ہے جو پی ایم ایس ایم اے کی روح اور بنیاد ہے۔

پی ایم ایس ایم اے کی کامیابی اس حقیقت کو بھی اجاگر کرتی ہے کہ زچگی کی صحت کے شعبے میں مختلف پروگراموں اور خدمات کے درمیان باہمی اشتراک اور ہم آہنگی کس قدر اہم ہے۔ جننی سرکشا یوجنا (جے ایس وائی)، جننی ششو سرکشا کاریہ کرم (جے ایس ایس کے)، سرکشت ماترتوا آشواسن (ایس یو ایم اے این)، قومی معیارِ یقین دہانی معیارات (این کیو اے ایس)، پوشن ابھیان، پردھان منتری ماترووندنا یوجنا (پی ایم ایم وی وائی)، آیوشمان بھارت، دائی خدمات اور بعد از زچگی نگہداشت کی بہتری (او پی این سی) جیسے اقدامات کے ساتھ مربوط انداز میں کام کرتے ہوئے پی ایم ایس ایم اے نے حمل، زچگی اور بعد از زچگی کے پورے عرصے میں خواتین کے لیے نگہداشت کے ایک مضبوط اور مسلسل نظام کے قیام میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

اس مثبت تبدیلی کے اصل معمار بھارت کے صفِ اوّل کے طبی کارکنان ہیں، جن میں منظور شدہ سماجی صحت کارکنان (آشا)، آنگن واڑی کارکنان، معاون نرس دایائیں (اے این ایم)، کمیونٹی ہیلتھ آفیسرز، نرسیں، دایائیں اور طبی افسران شامل ہیں۔ عوامی بیداری، مشاورت، طبی جانچ، بروقت حوالگی اور مسلسل پیروی کے میدان میں ان کی انتھک خدمات نے اس امر کو یقینی بنایا ہے کہ زچگی سے متعلق طبی سہولیات ملک کے دور افتادہ اور محروم ترین علاقوں میں رہنے والی خواتین تک بھی پہنچ سکیں۔

ان اجتماعی کوششوں کے مثبت اثرات اب قومی سطح کے صحت اشاریوں میں نمایاں طور پر نظر آرہے ہیں۔ نمونہ اندراجی نظام (ایس آر ایس) کے 2022 تا 2024 کے تازہ ترین تخمینوں کے مطابق بھارت میں زچگی کی شرحِ اموات (ایم ایم آر) کم ہو کر فی ایک لاکھ زندہ پیدائشوں پر 87 رہ گئی ہے، جس کے نتیجے میں ملک 2030 تک پائیدار ترقیاتی اہداف کے تحت زچگی کی شرحِ اموات کو فی ایک لاکھ زندہ پیدائشوں پر 70 سے کم کرنے کے ہدف کے مزید قریب پہنچ گیا ہے۔

یہ پیش رفت زچگی کی صحت سے متعلق دیگر اہم اشاریوں میں بھی واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ حال ہی میں جاری ہونے والے قومی خاندانی صحت سروے این ایف ایچ ایس-6، (2023-24) کے مطابق ادارہ جاتی زچگیوں کی شرح 90.6 فیصد تک پہنچ گئی ہے، جو این ایف ایچ ایس-5 (2019-21) میں 88.6 فیصد تھی۔ اسی طرح قبل از ولادت نگہداشت کی رسائی 92.6 فیصد سے بڑھ کر 95.9 فیصد ہوگئی ہے۔

یہ کامیابیاں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ خواتین ضروری زچگی صحت خدمات سے مستفید ہو رہی ہیں، جس کے نتیجے میں حمل کے دوران پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کی بروقت تشخیص اور فوری طبی مداخلت کے مواقع میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ دنیا میں سالانہ پیدائشوں کی سب سے بڑی تعداد رکھنے والے ممالک میں شامل ہونے کے باوجود اس نوعیت کی پیش رفت حاصل کرنا بھارت کے زچگی صحت پروگراموں کی وسعت، مؤثریت اور کامیابی کا روشن ثبوت ہے۔

### اثر و ثمر کی ایک دہائی

گزشتہ 10 برسوں کے دوران پی ایم ایس ایم اے کی وسعت، رسائی اور اثر پذیری غیر معمولی رہی ہے۔ 2016 میں اس کے آغاز کے بعد سے اب تک ملک بھر میں اس پروگرام کے تحت 7.5 کروڑ سے زائد قبل از ولادت طبی معائنے انجام دیے جاچکے ہیں۔ مزید اہم بات یہ ہے کہ پی ایم ایس ایم اے کے ذریعے 1.17 کروڑ سے زائد زیادہ خطرناک حملوں کی بروقت نشاندہی ممکن ہوئی ہے۔

یہ کامیابیاں محض اعداد و شمار نہیں ہیں بلکہ ان لاکھوں ماؤں کی زندگیاں ہیں جن کی پیچیدگیوں کی بروقت تشخیص کی گئی، جن کے حمل کی زیادہ مؤثر نگرانی کی گئی، اور جن کی اور ان کے نومولود بچوں کی زندگیوں کو بروقت اور معیاری طبی خدمات کے ذریعے محفوظ بنایا گیا۔

ہر ماں کے لیے حمل امید اور آرزو کا ایک سفر ہوتا ہے، جبکہ ہر خاندان کے لیے یہ ایک نئی شروعات کی نوید ہے۔ تاہم دنیا بھر میں آج بھی بے شمار خواتین حمل اور زچگی سے وابستہ ایسے خطرات کا سامنا کرتی ہیں جن سے بچاؤ ممکن ہے۔ پی ایم ایس ایم اے کی بنیاد ایک سادہ مگر طاقتور یقین پر رکھی گئی تھی کہ کوئی بھی عورت نئی زندگی کو جنم دیتے ہوئے اپنی جان سے محروم نہ ہو اور کوئی بھی خاندان حمل سے متعلق ایسی پیچیدگی کے باعث اپنی ماں سے محروم نہ ہو جس کی روک تھام ممکن ہو۔

آج جب بھارت پی ایم ایس ایم اے کی 10 سالہ کامیابیوں کا جشن منا رہا ہے تو درحقیقت یہ صرف ایک صحتِ عامہ پروگرام کی کامیابی کا جشن نہیں بلکہ لاکھوں محفوظ حملوں، زیادہ صحت مند ماؤں، نومولود بچوں کے لیے بہتر آغازِ حیات اور اُن طبی کارکنوں، مقامی برادریوں اور خاندانوں کی اجتماعی کوششوں کا اعتراف بھی ہے جنہوں نے اس مثبت تبدیلی کو ممکن بنایا۔

آگے کا راستہ بالکل واضح ہے۔ معیاری قبل از ولادت نگہداشت، زیادہ خطرناک حملوں کی مؤثر نگرانی، دائیوں کی قیادت میں فراہم کی جانے والی خدمات، ڈیجیٹل اختراعات اور زچگی کی صحت کی سہولیات تک مساوی رسائی کو مزید مضبوط بنانا ہوگا۔ پی ایم ایس ایم اے کے تجربے نے ایک سادہ مگر بنیادی حقیقت کو دوبارہ ثابت کیا ہے کہ جب ہر حمل کی باقاعدہ نگرانی کی جائے، ہر خطرے کی بروقت نشاندہی ہو اور ہر خاتون کو بروقت، باوقار اور معیاری طبی نگہداشت فراہم کی جائے تو زچگی سے ہونے والی اموات ایک ناگزیر حقیقت نہیں بلکہ قابلِ انسداد مسئلہ بن جاتی ہیں۔

لہٰذا پی ایم ایس ایم اے کے دس سال محض ایک پروگرام کی سالگرہ نہیں بلکہ اس امر کا روشن ثبوت ہیں کہ جب سیاسی عزم، بااختیار صفِ اوّل کے طبی کارکنان، ڈیجیٹل جدت، عوامی شمولیت اور معیاری طبی خدمات ایک ہی مقصد کے تحت یکجا ہوجائیں، یعنی ہر ماں کی زندگی کا تحفظ اور ہر نومولود کی بہتر نشوونما تو غیر معمولی کامیابیاں حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(مضمون نگار جناب جگت پرکاش نڈا صحت و خاندانی بہبود اور کیمیاوی مادّہ جات و کھادوں کے مرکزی وزیر ہیں۔)

*****

# ڈیجیٹل دنیا میں زندگی: مواقع، خطرات اور بدلتی حقیقت

محمد حنیف

آج کی دنیا ایک ڈیجیٹل انقلاب کی مضبوط گرفت میں ہے جو معاشروں کے کام کرنے کے طریقے کو مسلسل دوبارہ متعین کر رہا ہے۔ جو بات شروع میں مواصلات اور معلومات کے اشتراک کو آسان بنانے کے لیے ایک تکنیکی ترقی تھی، وہ اب معیشتوں، حکمرانی، تعلیم اور ذاتی زندگیوں کو تشکیل دینے والی ایک طاقتور قوت بن چکی ہے۔ 2026 تک، ڈیجیٹل ماحولیاتی نظام محض ایک معاون نظام نہیں رہا یہ انسانی وجود کا مرکزی حصہ بن چکا ہے، جو جدید شہری مراکز سے لے کر دور دراز دیہی علاقوں تک پھیلا ہوا ہے۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز کی تیزی سے توسیع نے بے مثال سہولت پیدا کر دی ہے۔ روزمرہ کے کام جیسے بینکنگ، شاپنگ اور مواصلات اب اسمارٹ فونز اور انٹرنیٹ سے چلنے والے آلات کے ذریعے فوری طور پر کیے جاسکتے ہیں۔ ڈیجیٹل ادائیگیوں اور ای کامرس پلیٹ فارمز کے عروج نے عالمی سطح پر صارفین کے رویے کو تبدیل کر دیا ہے۔ بھارت جیسے ممالک میں موبائل پر مبنی مالیاتی نظاموں اور یکساں ادائیگی انٹرفیس نے لاکھوں لوگوں کو رسمی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے قابل بنایا ہے، ان خلا کو پاٹتے ہوئے جو ایک بار بڑے حصوں کو خارج کرتے تھے۔

موجودہ ڈیجیٹل دور کی سب سے نمایاں خصوصیات میں سے ایک مصنوعی ذہانت (AI) کا وسیع انضمام ہے۔ AI نظریاتی ایپلی کیشنز سے آگے نکل کر اب روزمرہ زندگی میں شامل ہو چکا ہے۔ یہ سفارشاتی نظام چلاتا ہے، کسٹمر سروس کو خودکار بناتا ہے، طبی تشخیص میں مدد کرتا ہے اور یہاں تک کہ مواد بھی جنریٹ کرتا ہے۔ دنیا بھر کی صنعتیں کارکردگی بہتر بنانے، لاگت کم کرنے اور پیداواریت بڑھانے کے لیے AI اپنا رہی ہیں۔ حکومتیں بھی حکمرانی، منصوبہ بندی اور سروس کی فراہمی کے لیے ڈیٹا پر مبنی نظاموں پر زیادہ سے زیادہ انحصار کر رہی ہیں۔

تاہم، اس تیزی سے تکنیکی ترقی نے عالمی جاب مارکیٹ میں اہم تبدیلیاں بھی پیدا کی ہیں۔ آٹومیشن بار بار ہونے والے کاموں کو تبدیل کر رہی ہے، جو مختلف شعبوں میں کام کی نوعیت کو بدل رہی ہے۔ جبکہ ٹیکنالوجی پر مبنی صنعتوں میں نئے مواقع پیدا ہو رہے ہیں، روایتی کردار کم ہو رہے ہیں یا تبدیل ہو رہے ہیں۔ یہ تبدیلی خاص طور پر ترقی پذیر علاقوں میں چیلنجنگ ہے، جہاں ڈیجیٹل ہنر کی تربیت تک رسائی غیر مساوی ہے۔ نئے روزگار کی شکلوں کے مطابق ڈھلنے اور دوبارہ ہنر سیکھنے کی ضرورت فوری ہوگئی ہے، کیونکہ ڈیجیٹل خواندگی اب معاشی شرکت کا تعین کرتی ہے۔

تعلیم نے بھی متوازی تبدیلی کا سامنا کیا ہے۔ آن لائن لرننگ پلیٹ فارمز اور ورچوئل کلاس رومز کی توسیع نے تعلیم کو پہلے سے کہیں زیادہ قابل رسائی بنا دیا ہے۔ دور دراز علاقوں کے طلباء اب ان لیکچرز، کورسز اور تعلیمی وسائل تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں جو ایک بار صرف اشرافیہ اداروں تک محدود تھے۔ باہیبرڈ لرننگ ماڈلز وبائی سالوں کے بعد بھی مستقل خصوصیت بن چکے ہیں۔ تاہم، یہ ترقی یکساں طور پر تقسیم نہیں ہوئی۔ دیہی علاقے اور غیر خدمت یافتہ برادریاں اب بھی ناقص انٹرنیٹ کنیکٹیویٹی، آلات کی کمی اور محدود ڈیجیٹل خواندگی جیسے چیلنجز کا سامنا کر رہی ہیں۔

صحت کے شعبے نے بھی ڈیجیٹل تبدیلی کا اہم تجربہ کیا ہے۔ ٹیلی میڈیسن دور دراز آبادیوں تک صحت کی خدمات پہنچانے کا عملی حل بن گیا ہے۔ مریضوں کو جسمانی سفر کی ضرورت کے بغیر ڈاکٹروں سے مشورہ کر سکتے ہیں، اور پہننے والے ٹیکنالوجیز صحت کی حالت کی مسلسل نگرانی کی اجازت دیتی ہیں۔ مصنوعی ذہانت ابتدائی بیماری کی تشخیص میں مدد کر رہی ہے اور تشخیصی درستگی بہتر بنا رہی ہے۔ ان ترقیات میں صحت کی خدمات کو زیادہ جامع اور موثر بنانے کی صلاحیت ہے۔ تاہم، یہ ڈیٹا کی رازداری اور حساس طبی معلومات کی سیکیورٹی کے بارے میں بھی خدشات پیدا کرتی ہیں۔

ان ترقیات کے باوجود، ڈیجیٹل دنیا متعدد پیچیدہ چیلنجز پیش کر رہی ہے۔ سب سے اہم مسائل میں سے ایک غلط معلومات کا پھیلاؤ ہے۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز نے معلومات کو دنیا بھر میں تیزی سے پھیلانے کے قابل بنا دیا ہے، لیکن انہوں نے جھوٹی اور گمراہ کن مواد کی وسیع گردش کو بھی ممکن بنایا ہے۔ AI سے تیار کردہ میڈیا، بشمول ڈیپ فیکس کے ابھرنے نے سچ اور جعلی کے درمیان فرق کرنا اور بھی مشکل بنا دیا ہے۔ اس کے عوامی اعتماد، جمہوری عمل اور سماجی ہم آہنگی پر سنگین اثرات ہیں۔

ڈیجیٹل سروسز کی نشوونما کے ساتھ رازداری کے خدشات بھی شدید ہوگئے ہیں۔ ہر آن لائن تعامل ڈیٹا پیدا کرتا ہے، جو اکثر کمپنیوں کے ذریعے جمع، تجزیہ اور منیٹائز کیا جاتا ہے۔ بہت سے صارفین کو یہ علم نہیں کہ ان کی ذاتی معلومات کیسے استعمال ہو رہی ہیں۔ ڈیٹا بریچز، غیر مجاز نگرانی اور ٹارگٹڈ ایڈورٹائزنگ نے دنیا بھر میں اخلاقی اور قانونی سوالات پیدا کر دیے ہیں۔ کچھ ممالک نے ڈیٹا پروٹیکشن قوانین متعارف کرائے ہیں، لیکن ان ضوابط کا نفاذ علاقوں کے لحاظ سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔

ایک اور بڑھتا ہوا خدشہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا ذہنی صحت پر اثر ہے۔ اسکرینوں کی مسلسل نمائش، سوشل میڈیا کا دباؤ اور آن لائن توثیق کی ضرورت نے خاص طور پر نوجوانوں میں اضطراب اور تناؤ کی سطح میں اضافہ کیا ہے۔ ڈیجیٹل تھکاوٹ کا رجحان عام ہو رہا ہے، کیونکہ افراد اپنی آن لائن اور آف لائن زندگیوں کے درمیان توازن برقرار رکھنے میں جدوجہد کر رہے ہیں۔ آمنے سامنے کی تعاملات میں کمی نے سماجی مہارتوں اور جذباتی بہبود کو بھی متاثر کیا ہے۔

سائبر سیکیورٹی کے خطرات زیادہ پیچیدہ اور وسیع ہوگئے ہیں۔ افراد، کاروبار اور حکومتیں مالی دھوکہ دہی سے لے کر اہم انفراسٹرکچر کی بڑی خلاف ورزیوں تک سائبر حملوں کا شکار ہوسکتے ہیں۔ جیسے جیسے معاشرے ڈیجیٹل نظاموں پر زیادہ انحصار کر رہے ہیں، ان خطرات سے وابستہ خطرات بڑھ رہے ہیں۔ سائبر سیکیورٹی فریم ورک کو مضبوط بنانا ترجیح بن گیا ہے، لیکن ڈیجیٹل خطرات کی تیزی سے بدلتی نوعیت کی وجہ سے چیلنجز برقرار ہیں۔

ڈیجیٹل ترقی سے منسلک ماحولیاتی خدشات بھی توجہ حاصل کر رہے ہیں۔ کلاؤڈ کمپیوٹنگ اور آن لائن سروسز کو چلانے والے ڈیٹا سینٹرز بہت زیادہ توانائی استعمال کرتے ہیں، جو کاربن اخراج میں حصہ ڈالتے ہیں۔ الیکٹرانک آلات کی بڑھتی ہوئی طلب نے ای ویسٹ میں اضافہ کیا ہے، جس کا بڑا حصہ ترقی پذیر علاقوں میں غلط طریقے سے ضائع کیا جاتا ہے۔ یہ ماحولیاتی اور صحت کے خطرات پیدا کرتا ہے، جو ٹیکنالوجی سیکٹر میں پائیدار طریقوں کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے۔

ڈیجیٹل تقسیم اب بھی ایک اہم مسئلہ ہے جو تکنیکی ترقی کے فوائد کو محدود کرتی ہے۔ جبکہ کچھ علاقے ہائی اسپیڈ انٹرنیٹ اور اگلی نسل کی ٹیکنالوجیز کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں، دوسرے اب بھی بنیادی کنیکٹیویٹی سے محروم ہیں۔ یہ تفاوت موجودہ عدم مساوات کو مزید مضبوط کرتا ہے، خاص طور پر تعلیم، روزگار اور معلومات تک رسائی میں۔ اس خلا کو پاٹنے کے لیے انفراسٹرکچر، سستی ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل خواندگی پروگراموں میں سرمایہ کاری درکار ہے۔

ان چیلنجز کے جواب میں، حکومتیں اور بین الاقوامی تنظیمیں ڈیجیٹل جگہ کو ریگولیٹ کرنے کے اقدامات کر رہی ہیں۔ ڈیٹا پروٹیکشن، پلیٹ فارم کی جواب دہی اور مصنوعی ذہانت کے اخلاقی استعمال پر توجہ مرکوز کرنے والی پالیسیاں تیار کی جارہی ہیں۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے آپریشن میں شفافیت کی بڑھتی ہوئی طلب ہے، خاص طور پر الگورتھم کے حوالے سے جو صارف کے رویے کو متاثر کرتے ہیں۔ تاہم، ریگولیشن کی رفتار اکثر تکنیکی جدت کی رفتار سے پیچھے رہ جاتی ہے۔

انفرادی سطح پر، ذمہ دارانہ ڈیجیٹل طریقوں کو اپنانے کی بڑھتی ہوئی ضرورت ہے۔ ڈیجیٹل خواندگی اب اختیاری نہیں ہے؛ یہ جدید دنیا کی پیچیدگیوں سے نمٹنے کے لیے ضروری ہے۔ غلط معلومات کی شناخت، ذاتی ڈیٹا کی حفاظت اور اسکرین ٹائم کا نظم کرنا اہم مہارتیں ہیں۔ ٹیکنالوجی کے ذہن نشین استعمال کی حوصلہ افزائی اس کے منفی اثرات کو کم کرتے ہوئے اس کے فوائد کو زیادہ سے زیادہ کرنے میں مدد کرسکتی ہے۔

انسان اور ٹیکنالوجی کے درمیان تعلق بھی تبدیل ہو رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی آگاہی ہے کہ ٹیکنالوجی کو ایک آلے کی حیثیت سے کام کرنا چاہیے نہ کہ روزمرہ زندگی پر غلبہ حاصل کرنا۔ اسکرین کی انحصاریت کم کرنے، آف لائن مصروفیات کو فروغ دینے اور صحت مند توازن برقرار رکھنے کی کوششیں زیادہ اہم ہو رہی ہیں۔ خاندان، معلم اور برادریاں سب ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز کے ساتھ افراد کے تعامل کو تشکیل دینے میں کردار ادا کرتی ہیں۔

آگے دیکھتے ہوئے، ڈیجیٹل منظر نامہ مزید ترقی کرے گا۔ ورچوئل ریئلٹی، آگمنٹڈ ریئلٹی اور جدید AI سسٹم جیسے ابھرتے ہوئے ٹیکنالوجیز آہستہ آہستہ مرکزی دھارے کی زندگی کا حصہ بن رہے ہیں۔ کام کی جگہیں زیادہ خودکار، تعلیم زیادہ immersive اور مواصلات ڈیجیٹل ماحول میں زیادہ مربوط ہونے کا امکان ہے۔ ان ترقیات میں بے پناہ صلاحیت ہے لیکن ان کے سماجی اور اخلاقی اثرات پر احتیاط سے غور کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

ڈیجیٹل دنیا کا مستقبل بالآخر اس کے انتظام پر منحصر ہوگا۔ یہ یقینی بنانا کہ ٹیکنالوجی پورے معاشرے کو فائدہ پہنچائے، حکومتوں، صنعتوں اور افراد کی اجتماعی کوشش کی ضرورت ہے۔ شمولیت، پائیداری اور اخلاقی غور و فکر کو ڈیجیٹل ترقی کی رہنمائی کرنی چاہیے تاکہ موجودہ عدم مساوات مزید گہری نہ ہو۔

آج ڈیجیٹل دنیا میں زندگی ایک موقع بھی ہے اور چیلنج بھی۔ یہ معلومات، خدمات اور عالمی روابط تک بے مثال رسائی فراہم کرتی ہے، جبکہ ایسے خطرات بھی پیش کرتی ہے جن کے لیے آگاہی اور ذمہ داری کی ضرورت ہے۔ ٹیکنالوجی کے استعمال اور ریگولیشن میں کیے گئے انتخاب مستقبل کی معاشروں کی راہ متعین کریں گے۔

جیسے جیسے ڈیجیٹل دور آگے بڑھ رہا ہے، ایک بات واضح ہے: ٹیکنالوجی خود نہ تو فطری طور پر اچھی ہے اور نہ بری۔ اس کا اثر اس بات پر منحصر ہے کہ اسے کیسے ڈیزائن، نافذ اور استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک متوازن نقطہ نظر کو فروغ دے کر جو جدت کو گلے لگاتے ہوئے اس کے خطرات کا بھی سامنا کرے معاشرہ ڈیجیٹل دنیا کی طاقت کو ایک زیادہ منصفانہ اور پائیدار مستقبل بنانے کے لیے استعمال کرسکتا ہے۔

مصنف ایک سینئر تجزیہ کار اور ماحولیات دان ہیں۔ ان سے رابطہ m.hanief@gmail.com پر کیا جاسکتا ہے۔